دس بیبیوں کی
سچی کہانیاں
تالیف
ابوتراب علامه
ناصر الدین ناصر مدنی

نام کتاب

دس بیبیوں کی سچی کہانیاں

تالیف

ابوتراب علامہ
ناصر الدین ناصر مدنی

سن اشاعت

2012ء

کمپوزنگ و گرافکس
سیاب احمد صدیقی
0300-2136897
Email:siddiquiinfo@gmail.com

پہلے یہ پڑھیئے

عند ذکر الصالحین تنزل الرحمۃ

”نیک لوگوں کے ذکر کے وقت

رحمت نازل ہوتی ہے“

سبحان اللہ! معلوم ہوا کہ نیک متقی پاکیزہ لوگوں کا ذکر بڑا ہی بابرکت ہوتا ہے۔ چنانچہ چاہیے کہ جب کوئی آفت، تکلیف، مصیبت آئے یا بیماری، بے روزگاری، محتاجی، بے اولادی، اولاد کی نافرمانی، گھریلو ناچاقی، قرضداری، چوری ڈکیتی، لوٹ مار، ظلم، قتل و تشدد جیسی پریشانیاں درپیش ہوں تو نیک، صالح، متقی بزرگوں کا ذکر کیا جائے اور انکی سیرت کے بارے میں پڑھا جائے تاکہ نہ صرف یہ کہ تمام پریشانیاں و مصیبتیں اس ذکر پاک کی برکت سے دور ہو جائیں بلکہ اس ذکر خیر کی برکت سے ہم میں بھی اپنی سیرت و کردار کی اصلاح کا

جذبہ پیدا ہو سکے۔

مگر خیال رہے کہ بعض من گھڑت قصے کہانیاں مثلاً دس بیبیوں کی کہانیاں، لکڑہارے کی کہانی وغیرہ جیسی کتابیں بھی ہمارے گھروں میں پریشانی کے وقت پڑھی جاتی ہیں جو بالکل جھوٹ پر مبنی ہیں اور ان کا حقیقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں لہذا ان کہانیوں کو پڑھنے سے بچنا چاہیے کہ ان کا پڑھنا جہالت وگمراہی ہے۔

آیئے دس بیبیوں کی سچی کہانیاں پڑھتے ہیں جس کے پڑھنے سے انشاء اللہ عزوجل رحمتیں وبرکتیں نازل ہوں گی اور تمام مصیبتیں وپریشانیاں دور ہو جائیں گی۔ پڑھنے کے بعد ان پاک بیبیوں کے نام کی 11 روپے یا 25 روپے کی یا حسبِ توفیق فاتحہ بھی دلادیں اور خوب فیض وبرکتیں پائیں۔ اللہ عزوجل کی ان پاک بیبیوں پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہمارے بلاحساب مغفرت ہو (آمین)

حضرت سیدتنا خدیجہ رضی اللہ عنہا:

ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سب سے پہلی خاتون ہیں جن سے نبی کریم رؤف رحیم ﷺ سے نکاح فرمایا اور جب تک آپ رضی اللہ عنہا حیات رہیں آپ کی موجودگی میں نبی کریم رؤف رحیم ﷺ نے کسی دوسری خاتون سے نکاح نہ فرمایا نکاح کے وقت آپ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک چالیس برس اور نبی کریم رؤف رحیم کی عمر شریف پچیس برس تھی۔

راوی بیان کرتے ہیں کہ سیدتنا خدیجہ رضی اللہ عنہا نے خواب میں دیکھا کہ آسمان سے سورج ان کے گھر میں اتر آیا ہے جس کا نور ان کے گھر کے کونے کونے میں پھیل

رہا ہے۔ حتیٰ کہ مکہ مکرمہ کا کوئی گھر ایسا نہیں جو اس نور سے روشن نہ ہوا ہو جب آپ رضی اللہ عنہا نیند سے بیدار ہوئیں تو اپنے اس خواب کا تذکرہ اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل سے کیا تو اس نے خواب کی یہ تعبیر بتائی کہ اللہ کے رسول تم سے نکاح کریں گے چنانچہ آپ رضی اللہ تعالی عنہا کا یہ خواب سچ ثابت ہوا اور آپ رضی اللہ عنہا نبی کریم رؤف رحیم ﷺ کی زوجیت میں آئیں۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا وہ پہلی خاتون ہیں جنہیں نبی کریم رؤف رحیم ﷺ کی رسالت اور اسلام کی حقانیت پر تمام عورتوں میں سب سے پہلے ایمان لانے کا شرف حاصل ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا وہ عظیم خاتون ہیں جنہوں نے اپنی ساری دولت بلکہ اپنا تن من دھن سب کچھ نبی کریم رؤف رحیم ﷺ کی رضا پر قربان کر دیا۔ یہی نہیں بلکہ انتہائی دولت مند ہونے اور آرام دہ زندگی گزارنے کے باوجود ایک موقع پر نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے سات تین سال کا عرصہ ایک گھاٹی میں انتہائی تکلیفوں اور شدید بھوک و پیاس میں نہایت صبر و استقلال اور ہمت سے گزارا اور کوئی حرف شکایت زبان پر نہ لائیں۔

نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی تمام اولاد دختر و فرزند بجز حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے انہیں کے بطن مبارک سے پیدا ہوئے۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ آپ رضی اللہ عنہا سے بے حد محبت و انسیت محسوس کرتے تھے اور کفار قریش کی تکذیب کی تکلیف و رنج و غم جو آپ ﷺ کو پہنچتا تھا وہ سیدتنا خدیجہ رضی اللہ عنہا کو دیکھ کر جاتا رہتا۔ سیدتنا خدیجہ رضی اللہ عنہا کے تسلی خاطر فرمانے سے سب غم جاتا رہتا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

بارگاہ رسالت ﷺ میں حضرت جبریل علیہ السلام نے حاضر ہو کر عرض کیا اے محمد ﷺ آپ کے پاس خدیجہ دستر خوان لا رہی ہیں جس میں کھانا پانی ہے جب وہ لائیں ان سے ان کے رب عزوجل کا سلام فرمایئے گا اور میری طرف سے انہیں بشارت دیجئے گا کہ ان کے لئے جنت میں ایک ایسا گھر ہے جس میں نہ شور وغل ہوگا اور نہ رنج ومشقت یہ گھر مقب کا ہوگا" (مقب گول موتی کو کہتے ہیں جنت میں موتیوں کے گھر بھی ہوں گے)

سیدتنا خدیجہ رضی اللہ عنہا نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو بے حد عزیز تھیں آپ ﷺ نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا مجھ پر اس وقت ایمان لائیں جبکہ لوگ میری تکذیب کرتے تھے اور انہوں نے اپنے مال سے میری اس وقت مدد کی جب لوگوں نے مجھے محروم کر رکھا تھا۔

سیدتنا خدیجہ رضی اللہ عنہا نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی چوبیس یا پچیس سال شریک حیات رہیں اور ہجرت سے پانچ یا تین سال پہلے آپ رضی اللہ عنہا نے وصال فرمایا اس وقت آپ رضی اللہ عنہا کی عمر شریف پینسٹھ سال تھی آپ رضی اللہ عنہا کی وفات بعثت کے دسویں سال ماہ رمضان میں ہوئی اور آپ رضی اللہ عنہا مقبر حجون میں مدفون ہوئیں ۔نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ خود ان کی قبر مبارک میں تشریف لے گئے اور دعائے خیر فرمائی چونکہ نماز جنازہ کا اس وقت تک حکم نہ آیا تھا اس لئے اس کی ادئیگی نہ ہوئی۔

نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بے حد عزیز تھیں آپ رضی

اللہ عنہا کی وفات سے نبی کریم ﷺ کو بے حد رنج وملال ہوا یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہا کی وفات کے سال کا نام ''عام الحزن'' پڑ گیا۔

آپ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد نبی کریم ﷺ آپ کی سہیلیوں میں گوشت وتحائف وغیرہ بھیجا کرتے تھے جنتی عورتوں میں سب سے افضل خواتین میں آپ رضی اللہ عنہا کا شمار ہوتا ہے۔ اللہ عزوجل کی ان پر رحمت ہو اور انکے صدقے ہماری بلا حساب مغفرت ہو۔ (آمین)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا:

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا خلیفہ اول سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں آپ کی کنیت ام عبداللہ آپ کے بھانجے کی نسبت سے ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا کی یہ کنیت نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے مقرر فرمائی آپ رضی اللہ عنہا کا نکاح چھ سال کی عمر میں نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے ساتھ ہوا اور رخصتی نو سال کی عمر میں مدینہ منورہ میں شوال کے مہینے میں ہوئی۔

آپ رضی اللہ عنہا بچپن ہی سے نہایت ذہین تھیں ادب وتاریخ کی تعلیم آپ رضی اللہ عنہا نے اپنے والد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہا سے حاصل کی اور پھر نوعمری کا زمانہ جو علم کی دولت لوٹنے کا بہترین زمانہ ہوتا ہے اس وقت آپ رضی اللہ عنہا کو صحبت نبوی ﷺ نصیب ہوئی اور یوں دینی تعلیم ومسائل نبی کریم ﷺ سے سیکھے اور یوں انتہائی کم عمر میں ہی عالمہ وفقیہہ بننے کا شرف حاصل ہوگیا۔

عالمہ وفقیہہ ہونے کے ساتھ ساتھ آپ رضی اللہ عنہا انتہائی متقی، عبادت گزار اور سخی تھیں پاکبازی، راست گوئی میں آپ رضی اللہ عنہا اپنی مثال آپ تھیں اسی لئے آپ رضی اللہ عنہا سیدہ، طاہرہ، صدیقہ، عفیفہ، طیبہ، زاہدہ کے لقب سے بھی مشہور ومعروف ہوئیں۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ آپ رضی اللہ عنہا سے بے حد محبت فرمایا کرتے تھے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اسلام میں سب سے پہلی محبت جو پیدا

ہوئی وہ نبی کریم ﷺ کی محبت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہے صحابہ کرام نے ایک موقعہ پر نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ یارسول اللہ ﷺ آپ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: عائشہ رضی اللہ عنہا۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وہ فرماتی ہیں کہ:

ایک دن رسول اللہ ﷺ اپنی نعلین مبارک سی رہے تھے میں نے نبی کریم ﷺ کا چہرہ انور دیکھا کہ آپ ﷺ کی جبین مبارک سے پسینہ بہہ رہا تھا اور اس پسینہ سے آپ ﷺ کے حسن و جمال میں ایک تابانی تھی کہ میں حیران رہ گئی پھر نبی کریم ﷺ نے میری طرف نگاہ کرم اٹھا کر فرمایا کیا بات ہے تم کیوں حیران ہو؟ میں عرض گزار ہوئی یارسول اللہ ﷺ آپ کی پیشانی کے پسینہ، نورانی اور حسن و جمال کی تابانی نے مجھے حیران کر دیا ہے یہ سن کر نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کھڑے ہوئے اور میرے پاس تشریف لائے پھر میری دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور ارشاد فرمایا اے عائشہ اللہ تعالیٰ تمہیں جزا اور خیر دے تم اتنا مجھ سے مسرور نہیں ہوئیں جتنا تم نے مجھے مسرور کر دیا۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت کی ایک دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہا کے علاوہ کسی اور کنواری لڑکی سے نکاح نہ فرمایا آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میری یہ فضیلت دوسری ازواج میں خاص ہے نکاح سے قبل جبریل علیہ السلام نے ریشمی کپڑے پر میری صورت نبی کریم ﷺ کو ملاحظہ فرمائی اور عرض کیا کہ یہ آپ کی زوجہ مطہرہ ہیں یہ بھی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ایک بہت بڑی فضیلت

ہے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ایک فضیلت یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ نبی کریم ﷺ کو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بستر کے علاوہ کسی اور کے بستر پر وحی نہ فرمائی گئی۔

ایک موقعہ پر نبی کریم ﷺ نے سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے فرمایا اے فاطمہ جس سے میں محبت کرتا ہوں تم بھی اس محبت کرو گی؟ سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا نے فرمایا یا رسول اللہ ﷺ میں ضرور محبت کروں گی اس پر نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ نے فرمایا تو عائشہ سے محبت رکھو۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ایک فضیلت یہ بھی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہا کی باری کے دن آپ رضی اللہ عنہا کے ہی حجرے میں اور آپ رضی اللہ عنہا کی گود میں وصال فرمایا۔

آپ رضی اللہ عنہا سے کتب معتبرہ میں دو ہزار دو سو احادیث مروی ہیں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی وفات ۱۷ رمضان المبارک کو ہوئی اور آپ رضی اللہ عنہا کو جنت البقیع میں سپرد خاک کیا گیا۔ اللہ عزوجل کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقہ ہماری بلا حساب مغفرت ہو۔

☆☆☆☆☆

سیدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا:

سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی چوتھی اور سب سے چھوٹی صاحبزادی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا تمام عالم کی عورتوں کی سردار اور تمام اہل جنت خواتین کی سردار ہیں آپ رضی اللہ عنہا صورت وسیرت میں کلام وچال ڈھال میں نبی کریم ﷺ کی سب سے زیادہ مشابہ تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کا نام فاطمہ اس بناء پر رکھا گیا کہ حق تعالیٰ نے ان اور ان کے چاہنے والوں عقیدت مندوں کو آتش دوزخ سے محفوظ رکھا ہے آپ رضی اللہ عنہا کے لقب زہرا بتول وغیرہ بھی ہیں۔

نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بے حد محبت فرمایا کرتے تھے جب بھی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کے پاس تشریف لایا کرتیں تو آپ ﷺ ان کے لئے کھڑے ہو جاتے ان کے لئے چادر بچھاتے اور انہیں اپنے پاس بٹھایا کرتے۔ اسی طرح جب آپ ﷺ کسی غزوہ سے واپس تشریف لایا کرتے تو سب سے پہلے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات فرمایا کرتے تھے۔

ایک موقع پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے جس نے اسے دکھ پہنچایا اس نے مجھے دکھ پہنچایا''

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی اپنے والد نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ سے بے حد محبت کیا کرتی تھیں جب نبی کریم ﷺ آپ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لایا کرتے تو

آپ رضی اللہ عنہا بھی آپ ﷺ کے استقبال کے لئے کھڑی ہو جایا کرتیں اور آگے بڑھ کر آپ ﷺ کا دست مبارک تھام لیا کرتیں اور اپنی جگہ آپ ﷺ کو بٹھا دیا کرتیں۔

غزوہ احد کے موقعہ پر جب نبی کریم ﷺ زخمی ہو گئے اور دشمنوں نے یہ افواہ اڑا دی کہ نبی کریم ﷺ شہید ہو گئے ہیں تو جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو یہ خبر پہنچی تو آپ رضی اللہ عنہا سخت رنجیدہ اور غمزدہ ہو گئیں بے قراری کی حالت میں دوڑی دوڑی میدان جنگ میں جا پہنچیں اور جب آپ ﷺ کو حیات دیکھا تو بے حد مسرور و پرسکون ہوئیں پھر جب نبی کریم ﷺ آپ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے تو آپ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ کے زخم دھوئے اور چٹائی جلا کر اس کی راکھ زخموں میں بھر دی جس سے خون بند ہو گیا۔

آپ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے رمضان میں ہوا جبکہ رخصتی ماہ ذی الحجہ میں ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہا سے تین بیٹے اور تین بیٹیاں پیدا ہوئیں ان میں حضرت امام حسن، حضرت امام حسین، محسن، زینب، ام کلثوم اور رقیہ۔ محسن، رقیہ تو بچپن میں ہی انتقال فرما گئے۔

آپ رضی اللہ عنہا انتہائی متقی، عبادت گزار، قناعت پسند اور صابر تھیں کئی کئی دن فاقہ سے ہوتیں مگر حرف شکایت زبان پر نہ لاتیں گھر کا سارا کام اپنے ہاتھ سے کرتیں۔ ایک دن نبی کریم ﷺ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے اور ملاحظہ فرمایا کہ آپ رضی اللہ عنہا اونٹ کے بالوں کا موٹا لباس پہنے بیٹھی ہیں تو آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو

جاری ہو گئے اور فرمایا" اے فاطمہ آج تم دنیا کی تنگی وسختی پر صبر کرو تا کہ کل روز قیامت جنت کی نعمتیں تمہیں حاصل ہوں۔

ایک دن نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اپنا دست مبارک سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے سینہ مبارک پر رکھ کر دعا مانگی اے خدا ان کو بھوک کی تکلیف سے نجات دے سیدہ فاطمہ فرماتی ہیں کہ اس کے بعد سے میں نے کبھی اپنے دل میں بھوک کی تکلیف محسوس نہ کی۔

ایک موقع پر نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"بے شک اللہ فاطمہ کے غصے سے غضب فرماتا ہے اور ان کی رضا سے خوش ہوتا ہے۔" امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی والدہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ وہ گھر کی مسجد کے محراب میں رات بھر نماز میں مشغول رہیں یہاں تک کہ صبح طلوع ہو جاتی اور میں نے انہیں مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کے حق میں بہت زیادہ دعائیں کرتا سنا ہے۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات تین ماہ رمضان کو نبی کریم ﷺ کے وصال کے چھ ماہ بعد ہوئی آپ رضی اللہ عنہا پردے کا بہت زیادہ اہتمام کرنے والی تھیں چنانچہ آپ رضی اللہ عنہا نے وصیت فرمائی کہ جب میں دنیا سے رخصت ہو جاؤں تو مجھے رات میں دفن کیا جائے تا کہ کسی نامحرم کی نگاہ میرے جنازے پر نہ پڑے چنانچہ آپ رضی اللہ عنہا کی وصیت کے مطابق آپ کو رات کے وقت جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔ اللہ عزوجل کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بلا حساب مغفرت ہو۔

حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا:

سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کو یہ سعادت واعزاز حاصل ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی والدہ ماجدہ ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا اپنے حسب ونصب، وقار وشرافت، حسن وجمال، سیرت وکردار، میں اپنی مثال آپ تھیں۔ چنانچہ جب نبی کریم ﷺ کے دادا حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے یعنی نبی کریم ﷺ کے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی شادی کرنے کا ارادہ فرمایا تو کسی ایسے گھرانے کی جستجو میں لگے جو شرف حسب ونصب اور عفت وپاکبازی میں ممتاز ہو۔ چنانچہ جب آپ رضی اللہ عنہ نے یہ ملاحظہ فرمایا کہ وہب بن مناف کی صاحبزادی سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا ہیں یہ تمام صفات موجود ہیں تو آپ رضی اللہ عنہ کی تلاش اختتام پذیر ہوئی اور آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا نکاح سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا سے کر دیا۔

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو اپنے حبیب ﷺ کے نور کے ان کی پشت مبارک میں بطور ودیعت رکھا اور ان سے عہد لیا کہ یہ نور پاک پشتوں سے پاک رحموں میں منتقل ہوتا رہے۔ چنانچہ وہ نور حضرت حوا کے رحم پاک میں منتقل ہو گیا اور اس طرح یہ نور پاک پشتوں سے رحموں میں منتقل ہوتا ہوا حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی پشت مبارک میں پہنچ گیا اور پھر آپ رضی اللہ عنہ سے یہ نور ایام تشریق میں بروز جمعہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے رحم مقدس میں منتقل ہو گیا۔

نبی کریم ﷺ اپنی والدہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے بطن مبارک میں پورے نو ماہ تشریف فرما رہے۔ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے معلوم نہ ہوا کہ میں حاملہ ہوں اور میرے پیٹ میں کوئی بوجھ ہے جیسا کہ حاملہ عورتوں کو ہوتا ہے دوران حمل آپ رضی اللہ عنہا کو کوئی درد و تکلیف محسوس نہ ہوئی اور نہ ہی کوئی بے چینی و گھبراہٹ محسوس ہوئی۔ ایک رات سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے خواب میں سنا کہ کوئی کہہ رہا ہے "تیرے پیٹ میں جہان کا سردار ہے جب وہ پیدا ہوں تو ان کا نام "محمد" رکھنا۔

سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نیند اور اونگھ کے درمیان تھی کہ میں نے سنا کہ کوئی کہہ رہا ہے "تو حاملہ ہے تمام خلق کے بہترین شخص کے ساتھ اور فرمایا کہ حمل کے ہر ماہ مجھے آواز آیا کرتی تھی کہ تم کو بشارت ہو کہ وقت آ پہنچا ہے کہ ابو قاسم ظاہر ہوں۔ جب حمل شریف کو چاند کے حساب سے پورے نو ماہ ہو گئے تو نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ مکہ مکرمہ میں صبح صادق کے وقت بروز پیر ماہ ربیع الاول کی ۱۲ تاریخ کو دنیا میں جلوہ افروز ہوئے سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ رحمت عالم ﷺ کی جس رات ولادت باسعادت ہوئی میں نے ایک نور دیکھا جس کی روشنی میں شام کے محلات جگمگا اٹھے یہاں تک کہ میں ان کو دیکھ رہی تھی۔

سیدتنا آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے دیکھا کہ تین جھنڈے نصب کئے گئے ایک مشرق میں دوسرا مغرب میں تیسرا کعبے کی چھت پر اور نبی اکرم ﷺ کی ولادت ہوگئی۔ سیدتنا آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ میرے شکم میں تھے کہ

ایک دفعہ مجھ سے ایک ایسا نور نکلا جس سے سارا جہاں منور ہو گیا اور میں نے بصرہ کے محلات دیکھے۔ سیدتنا آمنہ رضی اللہ عنہا کے بطن اقدس سے نبی کریم ﷺ کے سوا کوئی اور اولاد تولد نہ ہوئی اور نہ ہی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے۔ نبی کریم ﷺ ابھی سیدتنا آمنہ رضی اللہ عنہا کے شکم مبارک میں ہی تھے کہ آپ ﷺ کے والد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا وصال ہو گیا یہ ایک ایسا جانکا حادثہ تھا جو کسی بھی بیوی کیلئے نا قابل برداشت ہوتا ہے مگر سیدتنا آمنہ رضی اللہ عنہا نے اس عظیم سانحے کو نہایت صبر و استقلال سے برداشت کیا پھر جب نبی کریم ﷺ کی ولادت ہو گئی تو آپ رضی اللہ عنہا نے مدینہ کا سفر اختیار فرمایا تا کہ اس جگہ کو دیکھ آئیں جہاں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے وصال فرمایا تھا۔

نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک ابھی چھ سال ہی ہوئی تھی کہ سیدتنا آمنہ رضی اللہ عنہا کا وصال ہو گیا آپ رضی اللہ عنہا مکہ مکرمہ واپس آ رہی تھیں کہ مقام ابواء میں آپ رضی اللہ عنہا کی طبیعت ناساز ہو گئی اور یوں اس صابرہ و شاکرہ عفیفہ و طاہرہ خاتون نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ آپ رضی اللہ عنہا دین ابراہیمی پر تھیں آپ کا دامن کبھی شرک و کفر سے داغدار نہ ہوا بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ نے اپنے والدین کریمین کو زندہ فرمایا اور اپنی امت میں داخل فرمایا تا کہ وہ درجہ صحابیت پر فائز ہو جائیں۔ اس کے بعد دوبارہ ان کی وفات ہوئی۔ اللہ عزوجل کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بلا حساب مغفرت ہو۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا:

منقول ہے کہ جب نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ دنیا میں تشریف لائے تو اولا آپ ﷺ نے سات روز تک اپنی والدہ ماجدہ سیدتنا آمنہ رضی اللہ عنہا کا دودھ نوش فرمایا پھر چند دن بعد ثوبیہ کو دودھ پلانے کی سعادت حاصل ہوئی اس کے بعد حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کو یہ شرف حاصل ہوا۔

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اپنے پوتے سید عالم ﷺ کو دودھ پلانے کیلئے کسی مرضعہ یعنی دودھ پلانے والی کی تلاش میں تھے چنانچہ اسی سال قحط سالی کے زمانے میں حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا اپنے قبیلے کی دیگر عورتوں کے ساتھ مکہ مکرمہ آئیں تا کہ دولت مند لوگوں کے بچوں کو دودھ پلانے لے جائیں تا کہ دودھ پلانے اور پرورش کرنے کے عوض اجرت اور دیگر انعامات بھی وصول کر سکیں۔ خود حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں قبیلہ بن سعد کے ساتھ دودھ پلانے کیلئے کسی بچہ کو لینے مکہ مکرمہ آئی یہ زمانہ شدید قحط سالی کا تھا آسمان سے زمین پر پانی کا ایک قطرہ تک نہ برسا تھا میرے ساتھ میرا شیر خوار بچہ اور میرے شوہر بھی تھے۔ ہماری تنگدستی کا حال یہ تھا کہ نہ دن کو چین تھا نہ رات کو آرام۔ ہماری ایک گدھی تھی جو لاغر اور کمزوری کے سبب چل بھی نہ سکتی تھی اور اونٹنی تھی جو دودھ کا ایک قطرہ بھی نہ دیتی تھی یہ سب شدید قحط سالی وخشک سالی کے سبب تھا حتی کہ میری چھاتیوں میں بھی ایک قطرہ نہ تھا جو میں اپنے بچہ کی بھوک مٹا سکتی۔ میرا بچہ ساری ساری رات روتا رہتا سکون کا کوئی

لمحہ میسر نہ تھا ہمارے ساتھ کی عورتوں نے مکہ میں موجود تمام بچوں کو دودھ پلانے کے لیے
لئے لیا مگر سید عالم ﷺ کو نہ لیا کیونکہ ان کا کہنا تھا کہ حضور ﷺ تو یتیم ہیں دودھ پلانے کی
خاطر خواہ اجرت نہ مل سکے گی لہذا آپ ﷺ کو کسی نے گود نہ لیا مکے کے تمام بچوں کو تمام
عورتوں نے لے لیا اب صرف میں ہی باقی رہ گئی تھی چنانچہ میں نے اپنے شوہر سے کہ کہ میں
خالی ہاتھ نہ جاؤں گی اسی یتیم بچے کو لے لیتی ہوں چنانچہ میں آپ ﷺ کے پاس گئی آپ
ﷺ کے پاس سے مشک وعنبر کی خوشبوئیں لپیٹیں مار رہی تھیں میں آپ کے حسن وجمال پر
فریفتہ ہوگئی پھر آہستہ سے آپ ﷺ کے سینہ مبارک پر ہاتھ رکھا تو آپ ﷺ نے تبسم فرما
کر اپنی چشمان مبارک کھول دی تو آپ ﷺ کی چشمان مبارک سے ایک نور نکلا جو آسمان
تک پرواز کر گیا میں نے آپ ﷺ کی پیشانی مبارک پر بوسہ دیا اور دودھ پلانے کے لیے
اپنی گود میں لیا پھر داہنا پستان آپ ﷺ کے دہن مبارک میں دیا تو آپ ﷺ نے دودھ
نوش فرما لیا پھر اپنا بایاں پستان دہن میں دینا چاہا تو آپ ﷺ نے نہ لیا نہ پیا بلکہ میرے
بیٹے اور اپنی رضاعی بھائی کے لئے چھوڑ دیا اور آخر تک یہی معمول رہا۔

حضرت حلیمہ سعدیہ جب دودھ پلا کر اپنی اونٹنی کی طرف گئیں تو دیکھا کہ اسکے
تھن دودھ سے بھرے ہوئے ہیں حالانکہ اس سے پہلے اس میں دودھ کا ایک قطرہ بھی نہ تھا
ہم سب نے خوب سیر ہو کر پیا اور رات کو چین کی نیند سوئے۔ مکہ میں کچھ دن رہ کر حلیمہ سعدیہ
نبی کریم ﷺ کو لے کر اپنے گھر جانے لگیں تو فرماتی ہیں کہ میں سید عالم ﷺ کو گود میں لے
کر اپنی گدھی پر سوار ہوئی تو میری گدھی جو لاغر و کمزور ہونے کے سبب ایک قدم نہ چل پاتی

تھی چست و تندرست ہو گئی اور اتنی تیز دوڑی کہ قبیلے کی ساری عورتوں کو جو اپنے جانوروں پر سوار تھیں پیچھے چھوڑ دیا یہ سب سید عالم ﷺ کی برکتیں تھیں۔ فرماتی ہیں کہ میں نے اپنی گدھی کو یہ کہتے سنا کہ اے بنی سعد کی عورتو! تم کیا جانو کہ میری پشت پر سید المرسلین حبیب رب العالمین سوار ہیں مزید فرماتی ہیں کہ میں راستہ میں بھی آوازیں سنا کرتی کہ اے حلیمہ تم تو بنی سعد کی عورتوں میں بزرگ ترین ہو گئیں تم تونگر ہو گئیں۔

اور فرماتی ہیں کہ میں بکریوں کے ریوڑ کے پاس سے گزرتی تو بکریاں سامنے آ کر کہتیں اے حلیمہ! تم جانتی ہو کہ تمہارا دودھ پینے والا کون ہے یہ "محمد" ہیں آسمان و زمین کے رب کے رسول اور تمام بنی آدم سے افضل ہیں۔ فرماتی ہیں کہ ہم جس جگہ پڑاؤ ڈالتے وہ جگہ سرسبز و شاداب ہو جاتی باوجود یہ کہ وہ قحط سالی کا زمانہ تھا۔ مزید فرماتی ہیں کہ جب ہم اپنے علاقے پہنچ گئے تو باوجود قحط سال کے میری بکریاں چراگاہ جاتیں تو ہو سرسبز و شاداب ہوتیں اور وہ خوب پیٹ بھر کر تر و تازہ اور دودھ سے بھری ہوئی لوٹتیں ہم ان کا دودھ دوہتے اور خوب سیر ہو کر پیتے اور دوسروں کو بھی پلاتے۔

الغرض خدمت رضاعت کی برکت سے حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا اور ان کے خاندان کو جو سعادتیں و برکتیں نصیب ہوئیں ان کا احاطہ کرنا ممکن نہیں نہ صرف یہ کہ تنگ دستی خوشحالی میں بدل گئی بلکہ اس خدمت کے عوض تمام نعمتوں کے علاوہ سب سے بڑی نعمت جو انہیں بخشی گئی وہ ایمان کی نعمت تھی آپ اور آپ کا سارا خاندان مشرف بہ اسلام ہو گیا اور ان کے دونوں جہاں سنور گئے۔

نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ اپنی ان رضاعی والدہ کی بے حد عزت واحترام فرمایا کرتے تھے ایک مرتبہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئیں تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا میری ماں! میری ماں! اپنی چادر مبارک اٹھائی اسے بچھایا اور اپنی چادر مبارک ان کے بیٹھنے کیلئے بچھائی۔

ایک مرتبہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے دور میں حضرت حلیمہ سعدیہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئیں اور قحط سالی کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے اپنی زوجہ سیدتنا خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ان کی سفارش فرمائی تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ان کو چالیس بکریاں اور ایک اونٹ بطور ہدیہ دیا۔

الغرض حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کو نبی کریم ﷺ کی رضاعی والدہ ہونے کا شرف کیا حاصل ہوا دونوں جہاں کی بھلائیاں اور برکتیں آپ کا مقدر بن گئیں۔ اللہ عزوجل کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بلا حساب مغفرت ہو۔

☆☆☆☆☆
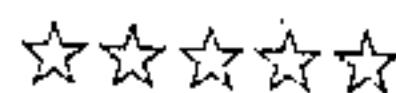
حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا:

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی پھوپھی تھیں اور صحابی رسول حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں آپ رضی اللہ عنہا مسلمان تھیں اور آپ رضی اللہ عنہا کا شمار ہجرت کرنے والی خواتین میں ہوتا ہے۔

آپ رضی اللہ عنہا کا حسب ونسب وہی ہے جو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کا ہے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نہایت بہادر ودلیر تھیں اسلام لانے کے بعد آپ رضی اللہ عنہا نے اکثر غزوات میں شرکت کی اور ہر موقع پر بڑی بہادری اور شجاعت کا مظاہرہ کیا۔

نبی کریم ﷺ کے محبوب چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے جام شہادت نوش فرمایا حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی سگی بہن تھیں جب انہیں اپنے بھائی حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کی روح فرسا خبر ملی تو بھائی کی نعش دیکھنے کے لئے میدان جنگ میں پہنچیں نبی کریم ﷺ نے انہیں دور سے آتے دیکھا تو پہچان لیا نبی کریم ﷺ نے ان کے بیٹے حضرت زبیر بن العوام کو حکم فرمایا کہ اٹھو اور اپنی ماں کو آگے آنے سے منع کردو کہیں وہ اپنے بھائی کی مثلہ شدہ نعش دیکھ کر اپنے ہوش نہ کھو بیٹھیں چنانچہ زبیر رضی اللہ عنہ تعمیل حکم کے لئے دوڑتے ہوئے اپنی والدہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچے اور انہیں آگے جانے سے روکا اور ان سے فرمایا امی جان آپ واپس چلی جائیں تو وہ بولیں مجھے علم ہے کہ میرے بھائی کا قتل کیا گیا ہے لیکن یہ سب تو راہ خدا میں ہوا ہے میں اس مصیبت پر

صبر کرونگی اور اس کے ثواب کی امید رکھوں گی۔ (انشاء اللہ)

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر ان کا جواب پیش کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا انہیں کچھ نہ کہو انہیں جانے دو۔ چنانچہ صبر واستقامت کی پیکر یہ خاتون اپنے بھائی کی نعش کے پاس آئیں اور انکی مثلہ شدہ نعش کو دیکھا انا للہ پڑھا۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کفن کے لئے دو چادریں لے آئیں تھیں ایک میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہا کو کفن دیا گیا دوسری میں ایک انصاری صحابی شہید کو کفنایا گیا ۔ جنگ خندق کے موقع پر آپ رضی اللہ عنہا نے جس جرات وبہادری کا مظاہرہ کیا اس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔ جنگ خندق کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے عورتوں اور بچوں کی حفاظت کیلئے انہیں ایک قلعے میں ٹھہرایا اور حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو حفاظت کی غرض سے قلعے میں عورتوں کے پاس چھوڑا۔ کفار نے مسلمانوں کو جنگ میں مشغول دیکھ کر موقعہ سے فائدہ اٹھانا چاہا کفار کا خیال تھا کہ قلعے میں صرف عورتیں ہی ہیں وہ ان کا کیا بگاڑ سکیں گی چنانچہ یہودیوں کے پانچ پانچ یا دس دس آدمیوں کی ٹولیوں نے اسی دوران اس قلعے کے اردگرد چکر لگانے شروع کردیئے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے جب ایک یہودی کو مشکوک حالت میں قلعے کے اردگرد گھومتے دیکھا تو حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ آپ اس یہودی کو ادھر آتا دیکھ رہے ہیں مجھے اندیشہ ہے کہ یہ دوسرے یہودیوں کو جاکر بتائے گا کہ ہماری حفاظت کے لئے کوئی پہرہ دار نہیں ہے پھر ایسا نہ ہو کہ وہ ہم پر حملہ کر دیں بہتر ہے کہ اپ نیچے اتر کر اس یہودی کا کام تمام دیں انہوں نے جواب دیا اے عبد

المطلب کی صاحبزادی! اللہ آپ کی مغفرت فرمائے بخدا آپ جانتی ہیں کہ یہ کام میرے بس کا نہیں ان کا یہ جواب سن کر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے قریب پڑا ہوا ایک شہتیر اٹھایا اور نیچے اتر گئیں جب وہ یہودی آپ رضی اللہ عنہا کے پاس سے گزرا تو انہوں نے وہ شہتیر اس یہودی کے سر پر دے مارا اسی وقت اسکی جان نکل گئی فارغ ہو کر آپ رضی اللہ عنہا واپس اوپر آئیں اور حضرت حسان رضی اللہ عنہ سے فرمایا میں اسے مار آئیں ہوں اب آپ اسکا سر کاٹ کر یہودیوں کی طرف پھینک دیں یہ سن کر حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے معذوری ظاہر کی کہ میں ایسا نہیں کر سکتا چنانچہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا دوبارہ نیچے اتریں اور اس یہودی کا سر کاٹ کر یہودیوں کی طرف پھینک دیا جب یہودیوں نے اپنے ساتھی کا کٹا ہوا سر دیکھا تو انہیں یقین ہو گیا کہ قلعے میں خواتین کی حفاظت کیلئے محافظ موجود ہیں اگر ہم نے ادھر کا رخ کیا تو ہماری خیر نہیں چنانچہ یہودیوں نے پھر دوبارہ ادھر کا رخ نہ کیا۔

آپ رضی اللہ عنہا کو ایک یہودی نے شہید کیا اور نبی کریم ﷺ نے اس یہودی کو جہنم واصل کیا پھر آپ رضی اللہ عنہا جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔ اللہ عزوجل کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بلا حساب مغفرت ہو۔

☆☆☆☆☆☆
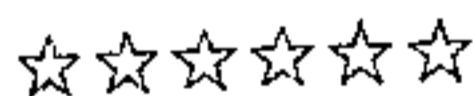
حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا:

حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ محترمہ اور سیدنا اسماعیل علیہ السلام والدہ ماجدہ ہیں۔ایک روایت کے مطابق جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی زوجہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ فلسطین کی طرف ہجرت کر کے جارہے تھے تو اس دوران آپ علیہ السلام کا ایک ایسی جگہ کا گزر ہوا جہاں ایک جابر و ظالم بادشاہ مسلط تھا اس کو لوگوں نے بتایا کہ ابراہیم نامی ایک شخص بستی میں آیا ہے جس کے ساتھ ایک عورت ہے جو تمام عورتوں سے حسین تر ہے۔ یہ سن کر بادشاہ کی نیت بگڑ گئی اور اس نے ابراہیم علیہ السلام اور آپ کی زوجہ سارہ رضی اللہ عنہا کو اپنے محل میں طلب کیا پھر اکیلے میں حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو اپنے پاس بلا کر بری نیت سے آگے بڑھا تو آپ رضی اللہ عنہا نے اللہ عزوجل سے اپنی عزت کی حفاظت کی دعا فرمائی جیسے ہی بادشاہ نے آپ رضی اللہ عنہا کی طرف ہاتھ بڑھایا تو اس کی حالت پاگلوں کی طرح ہوگئی گلا گھٹ گیا اور منہ سے جھاگ نکلنے لگا اس نے حضرت سارہ سے معافی مانگی تو آپ رضی اللہ عنہا نے دعا کی تو وہ ٹھیک ہوگیا مگر پھر برے ارادے سے آگے بڑھا پھر وہی حالت ہوگئی پھر معافی مانگی ٹھیک ہوگیا پھر تیسری بار وہی کچھ ہوا بل آخر اس نے اپنے دربان کو بلایا اور کہا تم میرے پاس انسان نہیں جن لائے ہو اسے واپس ابراہیم کے پاس واپس لے جاؤ اور اسے خدمت کے لئے خادمہ ہاجرہ دے دو چنانچہ اس طرح حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا ابراہیم علیہ السلام کو بطور فدیہ دی گئی۔

حضرت سارہ رضی اللہ عنہا ابراہیم علیہ السلام کے پاس آ کر فرمانے لگیں کہ اللہ نے کافروں کی سازشوں کو ناکام بنادیا اور مجھے خدمت کے لئے ایک لڑکی عطا فرمائی۔ کیونکہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کی کوئی اولاد نہ ہوئی تھی جبکہ آپ اور ابراہیم علیہ السلام بڑھاپے کی عمر میں پہنچ چکے تھے۔ اس لئے حضرت سارہ رضی اللہ عنہا نے اولاد کی کمی دور کرنے کی خاطر حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نکاح کروادیا اور اس طرح حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ولادت شریف ہوئی۔

ابھی حضرت اسماعیل علیہ السلام شیر خوارگی کی عمر میں ہی تھے کہ اللہ عزوجل نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ایک امتحان میں مبتلا فرمایا اور بذریعہ وحی حکم فرمایا کہ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو حرم کی ویران بیابان سرزمین میں چھوڑ آؤ۔ اس وقت وہاں اس روز تک کوئی آبادی نہ تھی بلکہ اجاڑ بیاں جنگل تھا۔ ایسی ویران جگہ اپنی زوجہ اور لاڈلے چہیتے بیٹے کو چھوڑ کر واپس آجانا کہ وہاں نہ انسان نہ دانہ پانی کا امکان سخت ترین امتحان تھا۔ اس امتحان کا مقصد جہاں اپنے محبوب کی آزمائش مطلوب تھی ساتھ ہی کعبہ شریف کی تعمیر اور مکہ مکرمہ کو آباد کرنا بھی مقصد تھا۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب کے حکم کے آگے سر تسلیم خم فرمایا اور اپنی زوجہ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا اور شیر خوار بچے اسماعیل علیہ السلام کو لے کر حرم کی سرزمین میں داخل ہوئے اور اس ویران ،سنسان جگہ پر بیت اللہ شریف کے پاس مقام زمزم کے قریب بٹھایا اور ایک مشکیزے میں پانی اور ایک تھیلے میں کچھ کھجوریں تھیں حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے حوالے کیں اور واپس

لوٹنے لگے تو حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا دوڑ کر آپ علیہ السلام کے پیچھے آئیں اور فرمایا اے ابراہیم ہمیں یہاں ویرانے میں کہاں چھوڑ کر جا رہے ہیں کہ یہاں نہ کوئی ہمدرد وغمگسار نہ ہی کوئی ضرورت کی چیز نہ ہی کچھ کھانے پینے کا سامان، آپ رضی اللہ عنہا نے بار بار پوچھا مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کوئی جواب نہ دیا تو حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا بالآخر بولیں کیا آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم ہوا ہے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا "ہاں" تو حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا یہ کہہ کر واپس پلٹ گئیں کہ ٹھیک ہے پھر ہمیں اللہ عزوجل ضائع نہ کرے گا۔ الغرض حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کو دودھ پلاتی رہیں اور ابراہیم علیہ السلام کی دی ہوئی کھجوریں اور مشکیزے کا پانی استعمال کرتی رہیں پھر ایک وقت آیا کہ پانی اور کھجوریں ختم ہوگئیں اور حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا بھوکی پیاسی ہوگئیں جس کے سبب دودھ بننا بھی ختم ہوگیا اور آپ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ساتھ بچہ بھی بھوک پیاس سے بلک اٹھا بچے کی بھوک پیاس اور تڑپ آپ رضی اللہ عنہا سے دیکھی نہ گئی اور اسی بیقراری کے عالم میں دوڑ کر قریب کی پہاڑی صفا پر چڑھیں کہ شاید کہیں پانی نظر آجائے یا کوئی انسان ہی نظر آجائے جو ان کی مدد کر سکے مگر وہاں کچھ نظر نہ آیا متواتر دوڑتی ہوئی مروہ کی پہاڑی پر چڑھیں کہ شاید کچھ نظر آجائے مگر یہاں بھی کچھ نظر نہ آیا غرضیکہ اسی بیقراری، تڑپ اور پریشانی میں آپ رضی اللہ عنہا نے صفا و مروہ کے سات چکر لگائے ان پہاڑیوں کے چکر لگانے کے دوران جب آپ نشیب پر پہنچیں جہاں سے انہیں اسماعیل علیہ السلام نظر آئے تو اپنی رفتار آہستہ کر لیتیں ساتویں مرتبہ جب وہ مروہ پہنچیں تو ایک آواز سنی

انہوں نے اسے اپنا وہم سمجھا جب دوبارہ آواز سنی تو دیکھا کہ ایک فرشتہ اسماعیل علیہ السلام کی ایڑیوں کے پاس کھڑا ہے پھر اس نے اپنی ایڑی زمین پر ماری یا حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اپنی ایڑی زمین پر رگڑی تو ایڑی کی رگڑ سے پانی کا ایک چشمہ جاری ہو گیا آپ رضی اللہ عنہا نے مٹی سے ارد گرد ایک حوض سا بنا لیا وہ پانی جوش مارنے لگا تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا زم زم رک جا رک جا، حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے چلو بھر کر حضرت اسماعیل علیہ السلام کو پانی پلایا اور خود بھی پیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ اسماعیل کی والدہ پر رحم کرے اگر وہ زمزم کو اپنے حال پر چھوڑ دیتیں تو زمزم ایک بڑا چشمہ بن جاتا'' جب حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے زمزم کا پانی پیا تو آپ رضی اللہ عنہا کا فوراً دودھ جاری ہو گیا تب فرشتے نے آپ رضی اللہ عنہا سے کہا ''تم کوئی خوف نہ کرو کہ تم ضائع ہو جاؤ گی بے شک یہاں بیت اللہ ہے اس کی تعمیر یہ بچہ اور اس کے والد کریں گے بے شک اللہ تعالیٰ اپنے مقربین کے اجر کو ضائع نہیں کرتا''

غرضیکہ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کے ساتھ یہاں رہتی رہیں ایک دن بنو جریحہ کا قبیلہ وہاں سے گزرا انہوں نے یہاں پرندوں کو اڑتے دیکھا تو اندازہ لگا لیا کہ پرندے پانی کی موجودگی کا پتہ دے رہے ہیں چنانچہ پانی کی تلاش میں نکلے انہوں نے دیکھا کہ ایک خاتون اپنے بچے کے ساتھ اس پانی کے قریب بیٹھی ہیں انہوں نے حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا سے وہاں رہنے کی اجازت مانگی تو آپ رضی اللہ عنہا

نے اس شرط پر انہیں رہنے کی اجازت دے دی کہ پانی پر ان کا کوئی حق نہ ہوگا ان لوگوں نے اس شرط کو قبول کر لیا اور یہ طے کر لیا کہ اگر آپ ہمیں پانی میں شریک کریں گی تو ہم آپ کو اپنے جانوروں کے دودھ میں شریک کریں گے چنانچہ اس شرط پر معاہدہ ہو گیا۔ اور وہ وہاں رہنے لگے قبیلے میں شادیاں بھی ہوئیں اور وہ صاحب اولاد ہوئے یہاں تک کہ عرصہ گزر جانے کے بعد حضرت اسماعیل علیہ السلام جوان ہو گئے تو اسی جرہم قبیلہ کی ایک لڑکی سے آپ علیہ السلام کا نکاح ہو گیا جب حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک مدت بعد اپنی زوجہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا اور بیٹے اسماعیل علیہ السلام سے ملنے آئے تو اس وقت تک وہ صابرہ شاکرہ خاتون حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا وصال فرما چکی تھیں۔ اللہ عزوجل کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بلا حساب مغفرت ہو۔

☆☆☆☆☆
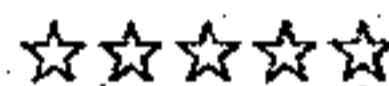
حضرت مریم رضی اللہ عنہا:

حضرت مریم رضی اللہ عنہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ہیں حضرت مریم رضی اللہ عنہا کی والدہ کا نام حنّہ اور والد کا عمران تھا۔ حضرت مریم رضی اللہ عنہا حضرت یحییٰ علیہ السلام کی خالہ زاد بہن تھیں اس حوالے سے حضرت زکریا علیہ السلام حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے خالو تھے۔

حضرت مریم رضی اللہ عنہا کی والدہ حنّہ کافی عرصہ سے بے اولاد تھیں ایک دن آپ کے دل میں اولاد کی خواہش نے جوش پکڑا تو بارگاہ الٰہی میں عرض کی یا اللہ مجھے بھی بچہ عطا فرما دے چنانچہ آپ کی دعا قبول ہوئی آپ حاملہ ہوئیں تو آپ نے نذر مانی کہ یا اللہ میرے پیٹ میں جو بچہ ہے میں اسے بیت المقدس کی خدمت کیلئے وقف کر دوں گی جو تیرے گھر کی خدمت گزاری کرے گا۔ چنانچہ جب حضرت مریم رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں تو اپنی نذر پوری کرتے ہوئے آپ کی والدہ نے آپ رضی اللہ عنہا کو بیت المقدس کی خدمت کیلئے راہ خدا میں وقف کر دیا اور آپ رضی اللہ عنہا کے خالو حضرت زکریا علیہ السلام نے آپ رضی اللہ عنہ کی کفالت و پرورش کی ذمہ داری لے لی اور آپ رضی اللہ عنہا کے لئے ایک الگ کمرے کا بندوبست فرما دیا جہاں صرف حضرت زکریا علیہ السلام ہی جا سکتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہا کی کئی خصوصیات ہیں ایک خصوصیت تو یہ کہ آپ رضی اللہ عنہا ہی وہ واحد خاتون ہیں جن کا نام پاک قرآن پاک میں آیا دوسری خصوصیت یہ کہ آپ کی فضیلت میں قرآن پاک کی کئی آیات نازل ہوئیں یہاں تک کہ ایک پوری سورت آپ رضی اللہ عنہا کے نام سے قرآن پاک میں موجود ہے یعنی سورۂ مریم، آپ رضی اللہ عنہا کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ جوان ہونے تک ایک دن میں اتنی بڑی ہو جائیں جتنا دوسرے بچے ایک سال میں بڑی ہوتے

ہیں۔آپ رضی اللہ عنہا کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالی نے آپ رضی اللہ عنہا کو شیطان سے محفوظ رکھا اور آپ کو نیکی ، پاکدامنی سیدھی راہ پر چلنے ،اطاعت گزاری وعبادت وتقویٰ میں بلند مقام عطا فرمایا آپ کے نام ''مریم'' کے عبرانی زبانی میں معنی ہیں عابدہ،عبادت کرنے والی کے ہیں آپ رضی اللہ عنہا کا یہ نام آپ رضی اللہ عنہا کی والدہ نے رکھا تھا۔

آپ رضی اللہ عنہا کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا کو اللہ کی طرف سے بے موسمی پھل کھانے کے لئے غیب سے عطا فرمائے جاتے حضرت زکریا علیہ السلام جب بھی آپ کے کمرے میں تشریف لے جاتے تو آپ کے پاس ایسے پھل پاتے جنکا موسم نہ ہوتا آپ علیہ السلام نے مریم رضی اللہ عنہا سے پوچھا تمہارے پاس یہ پھل کہاں سے آتے ہیں جبکہ تمہارے پاس کوئی آتا جاتا بھی نہیں ہے اور ان پھلوں کا موسم بھی نہیں تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ یہ جنتی رزق ہے جو کسی انسان کے واسطہ کے بغیر مجھے اللہ عزوجل کی طرف سے عطا کئے جاتے ہیں آپ رضی اللہ عنہا کا یہ کلام بھی بچپن کا تھا یعنی جس عمر میں بچوں کو بولنا نہیں آتا اس طرح یہ بھی آپ رضی اللہ عنہا کی ایک خصوصیت ہے۔

آپ رضی اللہ عنہا کے پاس بے موسم کے پھل آنا آپ رضی اللہ عنہا کی ایک کرامت ہے۔جو خود ایک بڑی خصوصیت ہے آپ رضی اللہ عنہا کی سب سے بڑی خصوصیت یہ کہ اللہ عزوجل نے آپ کو غیب سے بیٹا عطا فرمایا جبکہ آپ کی نہ ہی شادی ہوئی اور نہ ہی کسی انسان نے آپ کو چھوا۔ایک روز آپ رضی اللہ عنہا کسی ضرورت کے تحت مسجد سے باہر کچھ فاصلے پر گئیں تو بحکم الٰہی حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا کہ میں انسان نہیں بلکہ اللہ تعالی کی طرف سے بھیجا ہوا فرشتہ ہوں پھر حضرت جبریل علیہ السلام نے حضرت مریم رضی اللہ عنہا کو بشارت دی کہ اللہ تعالی نے آپ

کو اپنے خاص بندوں میں چن لیا ہے وہ آپ کو ایک نیک طیب پاک سیرت فرزند سے نوازنے والا ہے۔ یہ سن کر حضرت مریم رضی اللہ عنہا متعجب ہوئیں کہ بغیر باپ کے بچہ کس طرح ہو سکتا ہے تو جبریل علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جو چاہے پیدا کرنے پر قادر ہے۔ اور بن باپ کے بچہ پیدا کرنے کا مقصد یہ ہے کہ لوگوں کے لیے اسے قدرت کی نشانی بنائیں تا کہ وہ جان جائیں کہ رب تعالیٰ ہر چیز پر کمال قدرت رکھتا ہے جس نے آدم علیہ السلام کو بغیر ماں باپ کے اور حوا رضی اللہ عنہا کو بغیر عورت کے پیدا فرمایا تو وہ چاہے تو بغیر باپ کے بھی بچہ پیدا کرنے پر قادر ہے مریم رضی اللہ عنہا لوگوں میں بدنامی اور ان کی طعنہ زنی کا سوچ کر فکر مند تو ہوئیں مگر پھر بھی اللہ تعالیٰ سے کوئی شکوہ نہ کیا اور اس کی رضا پر راضی رہیں چنانچہ حضرت جبریل علیہ السلام نے اللہ عزوجل کے حکم سے حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے گریبان مقدس میں پھونک ماری جس سے آپ رضی اللہ عنہا فوری طور پر حاملہ ہو گئیں۔

اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہا لوگوں کے طعن و تشنیع سے بچنے کے لیے بیت المقدس چھوڑ اور دراز علیحدہ مقام پر جا کر رہنے لگیں تا کہ فی الحال اس حمل کی خبر کسی کو نہ ہو سکے۔ حضرت مریم رضی اللہ عنہا جس جگہ قیام فرما ہوئیں اس وادی کے نشیب سے آپ رضی اللہ عنہا کو آواز آئی کہ فکر نہ کرو ہم نے تمہاری جگہ سے نشیبی جگہ کی طرف ایک نہر بہادی ہے اور کھجور کا تنا گو کہ سردیوں میں پھل نہیں دیتا لیکن تم اسے اپنی طرف ہلاؤ تو تمہیں تازہ کھجوریں دے گا تم کھاؤ پیو لوگوں میں بدنامی کی فکر جو تمہیں لاحق ہے وہ دور ہو جائیگی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہا کو حکم دیا تھا کہ جب بچہ گود میں لے جاؤ اور کوئی تمہیں ملے تو اشارے سے بتا دینا کہ میں نے روزہ رکھا ہوا ہے کسی سے بات نہ کرونگی چنانچہ جب حضرت مریم رضی اللہ عنہا اپنے بیٹے عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے بعد اپنی قوم

میں واپس تشریف لائیں تو قوم کے لوگ آپ رضی اللہ عنہا کی گود میں بچہ دیکھ کر حیران رہ گئے اور آپ کو ملامت کرنے لگے اور طعن وتشنیع پر اتر آئے آپ رضی اللہ عنہا لوگوں کے طعنوں اور الزامات کے جواب میں خاموش رہیں اور لوگوں کو اشارے سے کہا کہ جو کچھ پوچھنا ہے اس بچے سے پوچھو تو لوگ یہ سن کر طیش میں آ گئے اور کہنے لگے ہم اس بچہ سے کیا پوچھیں جو ابھی کسی بات کا شعور ہی نہیں رکھتا ابھی وہ طعن کر ہی رہے تھے کہ اچانک عیسٰی علیہ السلام جو مریم رضی اللہ عنہا کی گود میں تھے بول پڑے کہ میں اللہ تعالٰی کا بندہ ہوں اور اس کا رسول ہوں اور اس کی چنی ہوئی بندی مریم کا بیٹا ہوں پھر آپ علیہ السلام نے اپنی پاکدامن والدہ پر لگائے جانے والے الزامات کی تردید کی مجھے رب عزوجل نے بغیر باپ کے پیدا فرمایا تا کہ تم اس کی شان قدرت کا مشاہدہ کر سکو یوں عیسٰی علیہ السلام اپنی والدہ کی پاکدامنی کی گواہی دی۔

آپ رضی اللہ عنہا کو اپنے زمانے کی تمام عورتوں پر فضلیت حاصل ہے جو آپ کے لئے ایک بڑا اعزاز ہے۔ اللہ عزوجل کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بلا حساب مغفرت ہو۔

☆☆☆☆☆
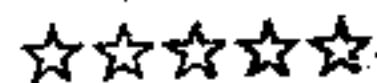
حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا:

حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا فرعون کی بیوی تھیں اور موسیٰ علیہ السلام کی دعوت پر اسلام قبول کر کے ایمان لے آئیں تھیں۔ مصر کے بادشاہوں کا لقب فرعون ہوا کرتا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے قبل اس وقت کا بادشاہ مصر فرعون تھا جو مصر کے تمام بادشاہوں میں سب سے زیادہ سخت دل، ظالم اور بد خلق تھا۔

ایک دن فرعون نے خواب دیکھا کہ بیت المقدس کی جانب سے ایک آگ نکلی ہے جس نے مصر کا احاطہ کر لیا اور تمام فرعونیوں کو جلا دیا لیکن بنی اسرائیل کو اس نے کوئی نقصان نہ پہنچایا اس خواب سے فرعون بہت پریشان ہوا اس نے خواب کی تعبیر بتانے والے ماہرین سے اپنے اس خواب کی تعبیر پوچھی تو انہوں نے بتایا کہ اس خواب سے یہی سمجھ آتا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک بچہ پیدا ہو گا جو تمہاری بادشاہی کے زوال کا سبب بنے گا یہ سن کر فرعون نے حکم دیا کہ بنی اسرائیل میں جو بچہ بھی پیدا ہو اسے ذبح کر دیا جائے اور اس طرح اس کے حکم سے ہزاروں کی تعداد میں بچے ذبح کر دیئے گئے۔

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو آپ علیہ السلام کی والدہ کو یہ خوف و اندیشہ لاحق ہو گیا کہ فرعون اور اس کے ساتھی بچوں کی تلاش میں لگے رہتے ہیں اگر انہیں پتہ چل گیا تو وہ میرے بچے کو بھی قتل کر دیں گے چنانچہ آپ نے موسیٰ علیہ السلام کو ایک صندوق میں ڈال کر دریا میں بہا دینے کا فیصلہ کر لیا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو یہ یقین ہو گیا تھا کہ اس طرح بچہ محفوظ رہے گا اور ایک دن انہیں واپس مل جائے گا چنانچہ آپ نے موسیٰ علیہ السلام کو صندوق میں ڈال کر دریا

کے حوالے کر دیا صندوق بہتا ہوا فرعون کے گھر کے قریب سے گزرا دریا کے کنارے فرعون کی لونڈیاں اور زوجہ آسیہ رضی اللہ عنہا بیٹھی تھیں چنانچہ صندوق دیکھ کر لونڈیوں نے صندوق کو دریا سے نکال لیا اور حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کے سامنے رکھ دیا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے صندوق کھول کر پردہ اٹھا کر دیکھا تو بچے کے نورانی چہرے کو دیکھ کر حیران رہ گئیں جو نور نبوت سے جگمگا رہا تھا آپ رضی اللہ عنہا کے دل میں اس کی محبت پیدا ہو گئی اور آپ رضی اللہ عنہا اس پر جان و دل سے فریفتہ ہو گئیں۔ جب فرعون گھر آیا اور اسے اس بچہ کے متعلق بتایا گیا تو اس نے حکم دیا کہ فوراً اسے قتل کر دیا جائے مگر حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا نے بچے کی جان بخشنے کی التجاء کی اور فرمایا کہ میرے لئے اس بچے کی جان کو بخش دیں اور اسے قتل نہ کریں آپ رضی اللہ عنہا نے فرعون کو یہ تجویز پیش کی کہ کیونکہ ہماری کوئی اولاد نہیں تو کیوں نہ ہم اسے اپنا بیٹا بنالیں یہ ہم دونوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ اسے قتل نہ کرو شاید وہ ہمیں نفع دے۔ چنانچہ فرعون نے حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کی اس تجویز کو قبول کرتے ہوئے موسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کا ارادہ ترک کر دیا اور اس طرح حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پرورش کی ذمہ داری سنبھال لی۔

ایک مرتبہ بچپن میں فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کو گود میں لیکر پیار کرنا چاہا تو آپ علیہ السلام نے اس کی داڑھی پکڑ کر کھینچی تو فرعون کو شک ہو گیا کہ کہیں یہ وہی بچہ تو نہیں جو میری سلطنت کا خاتمہ کرے گا چنانچہ اس نے آپ علیہ السلام کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا تڑپ کر آگے بڑھیں اور فرمایا فرعون یہ تو بچہ ہے اس کی حرکت پر نہ جایئے چنانچہ فرعون نے پھر آپ علیہ السلام کے قتل کا ارادہ ترک کر دیا۔

موسیٰ علیہ السلام جب جوان ہوئے اور اللہ عزوجل نے اظہار نبوت اور دعوت اسلام کا

حکم پہنچایا تو بہت سے لوگ آپ علیہ السلام پر ایمان لے آئے انہیں میں فرعون کی بیوی حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں مگر انہوں نے فرعون کے ظلم وستم کے اندیشے کے تحت اپنا ایمان اس سے چھپا کر رکھا مگر کسی طرح اسے خبر ہوگئی تو اس نے حضرت آسیہ پر زور دینا شروع کر دیا کہ دین موسیٰ سے انکار کر دو مگر آپ رضی اللہ عنہا نے اس کا کہنا نہ مانا آپ رضی اللہ عنہا کے انکار پر وہ سیخ پا ہو گیا اور اس نے حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کو طرح طرح کی اذیت ناک سزائیں دینے کا حکم جاری کیا آخرکاری بڑی بڑی کیلیں لائی گئیں اور حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کے چاروں ہاتھ پاؤں میں ٹھوک دی گئیں اور آپ کو گرم تپتی زمین پر لٹا کر سینے پر بھاری چکی رکھ کر چہرہ سورج کی جانب کر دیا تاکہ آپ حرکت بھی نہ کر سکیں۔

غرض آپ کو سخت ظلم وستم کا نشانہ بنایا گیا مگر آپ رضی اللہ عنہا نے دین حق کی راہ میں تمام اذیتوں اور تکلیفوں کو صبر سے برداشت کیا آپ کے حوصلے میں ذرہ برابر کمی نہ آئی بلکہ آپ رضی اللہ عنہا نے جواب میں فرعون سے فرمایا تو نے اگر چہ میرے بدن پر قابو پالیا ہے لیکن میرا دل میرے رب کی حفاظت میں ہے اگر تو میرے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے بھی کر دے تب بھی میرے ایمان اور محبت الٰہی میں کمی نہ ہوگی بلکہ اضافہ ہی ہوگا۔ الغرض اسی حالت میں فرشتے اپنے پروں سے ان پر سایہ کرتے اور وہ جنت میں اپنا گھر دیکھا کرتیں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے دین کی خاطر سخت آزمائشوں کا سامنا کیا لیکن ان کی زبان پر نہ تو کبھی کلمات شکوہ جاری ہوئے نہ ہی تکلیفوں کے باعث ہمت واستقلال میں کمی آئی بلکہ جیسے جیسے سزاؤں کا سلسلہ سخت ہوتا گیا آپ کے ایمان میں مضبوطی آتی گئی اور وہ اللہ کی رضا کے لئے ان سزاؤں کو صبر سے برداشت کرتی رہیں

ایک مرتبہ اسی حالت میں موسیٰ علیہ السلام ان کے سامنے سے گزرے تو بی بی آسیہ

رضی اللہ عنہا نے ان کو آواز دی اور کہا اے اللہ عزوجل کے نبی! مجھے بتائیے کہ میرا رب مجھ سے راضی ہے یا ناراض؟ انہوں نے ارشاد فرمایا کہ اے آسیہ! آسمان کے فرشتے تیرے انتظار میں ہیں اور اللہ عزوجل ان کے سامنے تجھ پر فخر فرما رہا ہے۔

تو اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت کا سوال کر تو آپ رضی اللہ عنہا نے بارگاہ الٰہی میں دعا فرمائی کہ اے میرے رب میرے لئے جنت میں گھر تعمیر کر دے اور مجھے فرعون کے ظلم اور ظالم قوم سے نجات عطا فرما۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انہیں خوب نجات عطا فرمائی اور جنت میں ان کا رتبہ بلند فرمایا۔ انہیں اپنے زمانے میں جنت کی عورتوں کا سردار بنایا وہ جنت میں جہاں چاہیں کھاتی پیتی اور گھومتی پھرتی ہیں۔

اللہ عزوجل کی ان پر رحمت اور اور ان کے صدقے ہماری بلا حساب مغفرت ہو۔

حضرت رابعہ بصری رضی اللہ عنہا:

حضرت رابعہ بصری رضی اللہ عنہا اپنی عبادت وریاضت، ولایت ومعرفت میں مریم ثانی تھیں۔آپ رضی اللہ عنہا نے ایک غریب وبدحال گھر میں آنکھ کھولی حتیٰ کہ آپ کی پیدائش کے وقت گھر میں چراغ تک نہ تھا مگر آپ کے والد خود سے یہ عہد کر چکے تھے کہ خدا کے سوا کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلاؤں گا چنانچہ اسی پریشانی میں نیند آ گئی تو خواب میں نبی کریم رؤف رحیم ﷺ کی زیارت ہوئی اور آپ ﷺ نے تسلی دیتے ہوئے ارشاد فرمایا تیری یہ بچی بہت ہی مقبولیت حاصل کرے گی اور اس کی شفاعت سے میری امت کے ایک ہزار افراد بخش دیئے جائیں گے اس کے بعد فرمایا کہ والئی بصرہ کے پاس ایک کاغذ تحریر کر کے لے جاؤ کہ تو ہر روز ایک سو مرتبہ مجھ پر درود بھیجتا ہے اور شب جمعہ میں چار سو مرتبہ لیکن آج جمعہ کی جورات گزری ہے اس میں سو درود بھیجنا بھول گیا لہذا بطور کفارہ اس مکتوب بھیجنے والے کو چار سو دینار دے دے۔

صبح بیدار ہو کر حضرت رابعہ بصری رضی اللہ عنہا کے والد بہت روئے اور خط تحریر کر کے والئی بصرہ کے پاس دربان کے ذریعے بھیج دیا اس نے مکتوب پڑھتے ہی حکم دیا کہ نبی کریم ﷺ کی یاد آوری کے شکرانے میں دس ہزار درہم فقراء میں تقسیم کر دیئے جائیں اور چار سو درہم اس شخص کو دے دیئے جائیں اس کے بعد والئی بصرہ تعظیماً خود آپ سے ملاقات کرنے پہنچا اور عرض کیا کہ جب آپ کو کسی چیز کی ضرورت ہو مجھے مطلع فرما دیا کریں چنانچہ آپ نے چار سو دینار لیکر ضرورت کا تمام سامان خرید لیا۔

رابعہ بصری رضی اللہ عنہا نے جب ہوش سنبھالا تو آپ رضی اللہ عنہا کے والد کا سایہ

سے اٹھ چکا تھا قحط سالی کی وجہ سے آپ کی تینوں بہنیں آپ سے جدا ہو کر نہ جانے کہاں مقیم ہو گئیں آپ بھی ایک سمت روانہ ہو گئیں تو ایک شخص نے پکڑ کر زبردستی آپ کو اپنی کنیز بنا لیا۔ اور کچھ دنوں بعد بہت کم قیمت میں آپ کو فروخت کر دیا اس شخص نے اپنے گھر لا کر آپ سے بے حد مشقت والے کام لینے شروع کر دیئے مگر پھر بھی آپ کا یہ معمول رہا کہ آپ دن بھر کام کاج کے باوجود روزہ سے رہتیں اور راور رات بھر عبادت کرتیں ایک رات آپ رضی اللہ عنہا عبادت میں مصروف تھیں کہ آپ کے مالک کی آنکھ کھلی تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ آپ رضی اللہ عنہا سجدے میں ہیں اور آپ کے اوپر ایک نور معلق ہے اور آپ رضی اللہ عنہا فرما رہی ہیں کہ یا اللہ اگر میرے بس میں ہوتا تو میں ہر وقت ہی تیری عبادت میں گزار دیتی لیکن چونکہ تو نے مجھے غیر کا محکوم بنا دیا ہے اس لئے تیری بارگاہ میں دیر سے حاضر ہوئی ہوں یہ سن کر آپ کا آقا بہت پریشان ہو گیا کہ یہ تو اللہ کی کوئی محبوب بندی ہے مجھے اپنی خدمت لینے کے بجائے الٹی انکی خدمت کرنی چاہیے چنانچہ صبح ہوتے ہی اس نے آپ رضی اللہ عنہا کو آزاد کر دیا۔

ایک مرتبہ کئی دن سے آپ رضی اللہ عنہا نے کھانا نہیں کھایا تھا پھر جب وہ کھانا تیار کرنے لگیں تو گھر میں پیاز نہیں تھی آپ نے فرمایا میرا تو برسوں سے یہ عہد ہے کہ اللہ کے سوا کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلاؤں گی ابھی آپ فرما ہی رہی تھیں کہ ایک پرندہ چونچ میں چھلی ہوئی پیاز لئے ہوئے آیا اور ہانڈی میں ڈال کر اڑ گیا۔

آپ رضی اللہ عنہا نے ساری زندگی شادی نہ کی جب آپ سے نکاح نہ کرنے کی وجہ دریافت کی گئی تو آپ نے فرمایا کہ تین چیزیں میرے لئے وجہ غم بنی ہوئی ہیں اگر یہ غم دور ہو جائیں تو میں شادی کر لوں گی۔ ایک یہ کہ نہ جانے کون سا دن میرا آخری دن ہو دوسرے یہ کہ کیا خبر میری

موت اسلام پر ہوگی یا نہیں اور تیسرے یہ کہ روزِ محشر جب جنت اور دوزخ میں جانے والی جماعتیں آئینگی تو نجانے میرا شمار کس جماعت میں ہوگا۔ لوگوں نے کہا کہ ان تینوں سوالوں کا جواب ہمارے پاس نہیں تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جس کو اتنے غم ہوں تو اس کو شادی کی تمنا کس طرح ہوسکتی ہے۔ ایک مرتبہ کسی شخص کو سر پر پٹی باندھے ہوئے دیکھ کر سبب دریافت کیا تو اس نے عرض کیا سر میں بہت درد ہے آپ نے پوچھا کہ تمہاری عمر کتنی ہے اس نے کہا تیس سال آپ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا کہ تو نے تیس سال کے عرصہ میں کبھی صحت مندی کے شکرانے میں تو پٹی باندھی نہیں اور صرف ایک دن کے مرض میں شکایت کی پٹی باندھ کر بیٹھ گیا۔

ایک مرتبہ آپ چولھے پر سالن تیار کرنے بیٹھیں کہ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہا آپ کے گھر تشریف لائے اور اس دوران دینی باتیں ہونے لگیں آپ ان کی گفتگو سن کر فرمانے لگیں کہ یہ دینی باتیں سالن پکانے سے زیادہ بہتر ہیں اور دینی باتوں میں مصروف ہوگئیں پھر مغرب کی نماز کے بعد جب ہانڈی کھول کر دیکھا تو سالن خودبخود تیار ہو چکا تھا۔

اللہ عزوجل کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بلا حساب مغفرت ہو۔

☆☆☆☆☆